**<u>Rohtas Mahila College , Sasaram</u>**

**Dr. Shahla Bano**
**Dept of Urdu**

**Course:-**B.A part 1 Hons paper 2nd(2019-20)
**Book**-Intekhab-e-Kalame Meer
**Topic:-**Urdu Shairi me Meer ki Shaksiyat

Scanned with CamScanner

سوال۔ اُردو شاعری غالب و اقبال جیسی قدآور شخصیت کے زیرِ اثر ہیروان چڑھی۔ اس ارتقائے شاعری میں میر کی عطیات کیا ہیں روشنی ڈالئیے! ۔۔؟

جواب ۔ اُردو شاعری رنگ و مزاج کی دلنشینی کے اعتبار سے دو سو برس بعد بھی میر کی آواز سے آواز ملا کر پیروان چڑھتی رہی ہے۔

آج کا دور غالب و اقبال جیسی قدآور شخصیت کے زیرِ اثر ہے۔ اقبال اور غالب کے یہاں جانے انجانے طور پر میر کے نقوش ملتے ہیں۔ مقطعات (عطیات) اور زبان بیان کے تعین کے سلسلہ میں اُردو شاعری میں میر سے فیض حاصل کیا۔ جب جب حیات کا عرفان اردو شاعری میں ہیں جبکہ شاعری کی دین ہے۔ اسلوب و بیان کا عمل آج بھی میر کی قبائی سنا رہا ہے۔ جدید شاعری میں جو بہت علم جیسے وہ میر سے مستعار ہے۔ شہر وفا۔ شہر آرزو۔ شہر نگاراں۔ جنگل اور انشائی جیسی علامات اردو میں میر کی عطیات ہیں۔ میر کے یہاں کھڑی بولی کی جو نکھری اردو شری یافتہ شکل و اصطلاح ملتی ہے کہ بعد کی شاعری میں یہ میر کی دین ہے۔

میر اپنے انداز بیان اور مزاج شاعری کی وجہ سے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ پورے شعری سرمایہ میں سادگی خلوص اور اثر میر کی عطیات ہیں۔ بعض لوگ میر کو غم پرست کہتے ہیں حالانکہ وہ غم خوار اور دردمند تھے۔ میر کا نام آتے ہی ہمارے ذہن میں خود بخود چند اشعار آ جاتے ہیں

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے۔

نازکی ان کے لب کی کیا کہیئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے۔

نیم باز آنکھوں سے کسی کا نام لینے سے کلیجہ تھام لینا اور آہستہ بولنے کی ہدایت میں عشق اور اس کی ناکامی کا پورا قصہ مضمر ہے۔ ان خطوط پر اگر میر کی شاعری کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ سادگی خلوص اور اثر خیزی میر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

Scanned with CamScanner

میر کا جو زمانہ تھا اس میں لکھنؤ کی خارجیت اپنا پورا رنگ جمائے ہوئی تھی۔ دربار کی مخصوص انداز اور طمطراق
سے الگ ہٹ کر جو شاعرانہ مزاج میر نے پیش کیا ہے وہ ان کی عظمت اور انفرادیت کی دلیل ہے۔ میر نے
اور شاہی محلے، محلات اور وقت کے بے رحم تھپیڑے برداشت کیے تھے۔ انکے دل نے جو غم کے جھٹکے سہے تھے ان سے میر
کی شخصیت میں ایسی کجی شخصیت پیدا نہیں ہوئی بلکہ ان کے اندر جو ضبطی کا احساس پایا جاتا ہے یہ میر
کی دوران خصوصیت ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مصائب و آلام کے سامنے سینہ سپر ہے اور شخصیت کی دو دھاری
تلوار کو کند نہ ہونے دیا تو غلط نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بابائے اردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ کسی شاعر کے
کلام میں اس کی شخصیت کا اتنا اچھا نقش نظر نہیں آتا جتنا میر کے یہاں نظر آتا ہے۔

آج اردو شاعری دو سو برس بعد بھی میر کی آواز سے آواز ملا کر چل رہی ہے۔ فراق، باقر مہدی، خلیل الرحمٰن
کاظمی اور ناصر کاظمی سب کے یہاں میر کا رنگ ملتا ہے۔

غالب کے یہاں دقت پسندی اور کا عیب بھی ہے۔ اور ان کی شخصیت کا تنوع بھی یقیناً اسی طرح معصیت کے باوجود
میر کے یہاں غم سے نباہ کی کیفیت ملتی ہے۔

غم اردو شاعری کا ایک محبوب موضوع ہے۔ میر کے یہاں اس غم میں نشاط کی لہریں شامل ہیں۔ اس لیے
خواجہ احسن فاروقی کا خیال ہے کہ میر کا غم مردم مزاج نہیں بلکہ وہ نشاط انگیز ہے

غالب کشاکش اندھیرے میں روشنی تلاش کرتا ہے۔ اس کے باوجود حیات کا فلسفہ اس کے یہاں نامکمل ہے
میر کی شاعری میں حبِ حیات کا عرفان ملتا ہے۔

میر کے سلسلے میں اتنی باتیں ملتی ہیں اور اس سے رنگی جامعیت اور شاعرانہ مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے
اسی طرح اگر میر کو ہم خدائے سخن کہیں اور اردو شاعری کا امامت تسلیم کریں تو غلط نہ ہوگا۔ میر کے
یہاں عشق حقیقی بھی ہے اور عشق مجازی بھی۔ کہیں رنگ حقیقی رنگ مجازی کے پیرہن میں ڈوبا نظر آتا
ہے اور کہیں رنگ مجازی پیرہن حقیقی کا دھوکا ہوتا ہے۔ اردو شاعری میں یہ انفرادیت میر کی

Scanned with CamScanner

شخصیت سے متعلق ہے۔
میر، میر متقی کے بیٹے تھے۔ گھر کا ماحول فقیرانہ تھا۔ میر کے یہاں جو عاشقانہ رنگ ملتا ہے وہ ان کی والد
کا پروردہ ہے۔ میر کو دیکھ کر ان کے باپ نے ایک بار کہا تھا " اے سرمایہ جان یہ کون سی آگ ہے جو تیرے
دل میں نہاں ہے"
میر نے اپنی خود نوشت سوانح حیات میں اس طرف بھرپور اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔
میں نے ادھر کہا ہے کہ میر کے یہاں غم کی کیفیت ملتی ہے۔ میر کے ساتھ فانی کا کلام بھی اس رنگ میں
ڈوبا نظر آتا ہے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ میر کے یہاں غم زندگی کا شیڈ ہے۔ فانی کے یہاں غم
زندگی کا ماحصل۔ فانی سراپا غم تھے۔ اس لیے جوش لکھتے ہیں۔ "دنیا ایک اجاڑ مکان ہے اور
فانی اس میں لٹکا ہوا ایک تعزیہ"۔
غم انگیز زندگی کے بیان میں میر کے یہاں سینہ کوبی کا انداز نہیں ملتا ہے۔ بلکہ غم اس کے یہاں زندگی نباہنے
کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس طرح میر ذہنی طور پر غالب کے بہت قریب آ جاتے ہیں۔ اس میں یہ کہا تھا کہ
"رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے غم ۔ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں"
اردو شاعری میں غالب کو رفعت تخیل اور انداز بیان کی وجہ سے عظمت حاصل ہے۔ مومن مضمون
آفرینی اور تخیل کی نزاکت کی وجہ سے ممتاز تھا و معروف تھا۔ فانی کے یہاں غمناکی اور یاسیت کی
انفرادی رنگ و روغن رکھتا ہے۔ داغ نشاط انگیزی کی وجہ سے مقبول ہے۔ اقبال کے یہاں فکر و فلسفے
کا امتزاج ملتا ہے۔ اس کے علاوہ حب الوطنی اور عاشقانہ رنگ و آہنگ کا مزاج ملتا ہے۔ اس کے
فکر و فن میں جمالیاتی لہریں بھی شامل ہیں۔ آتش کے یہاں خارجیت اور داخلیت کا
ملتی ہے۔ ناسخ فوائد کے میدان کے پہلوان ہیں اور میر تقی میر سوز و گداز اور اثر خیزی کی وجہ سے
اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ آج گھر گھر جو میر کی شہرت ہے اس کی وجہ ان کی سادگی محبت ہے بد

ہوا دل اور درد میں ڈوبا ہوا لہجہ ہے۔ اُنکے یہاں جمالِ حسن کا بھی ذکر ملتا ہے اور گرمیٔ دل کا بیان بھی۔
اُنہوں نے اردو شاعری میں اپنا دل چیر کر رکھ دیا ہے۔ اسطرح اگر ہم اُنہیں شاعرِ جذبات کہیں تو غلط نہ
اُن کے یہاں لمحاتی المیہ کا احساس ملتا ہے۔ مایوسی، نامرادی، تنہائی اور خفگی کے جذبات بھی موجود ہیں
وہ دماغ سے زیادہ دل کے شاعر ہیں اور اس دل میں غم و درد کی لہریں اچھل رہی ہیں۔
ناموافق حالات کے جھٹکے سے دل کا پامال ہونا یقینی ہے۔ مگر میر نے ایسے نازک موقعہ پر اپنی گمبھیرتا
کو برقرار رکھا ہے۔ یہ گمبھیرتا میر کا خاص رنگ ہے۔ جس میں کہ تندی و شائستگی، ارضیت اور
گمبھیرتا میر سے منسوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری میں میر کی آواز صاف سنائی
دیتی ہے۔

═